

عظمہ اللہ ذکرہ

جیون داتا وارث پاک





ایم افکار، وارث ارشد علی سید، مہارشی جگت علی شاہ قدس سرہا اعجاز

حضرت سید عبد السلام
عرف میل بالکا رحمۃ
اللہ علیہ کی جانب سے
کتاب وارثہ کی یہ
بہترین کاوش کی گئی جو
کہ ایک سفید پوش
گزشتہ بی ایسے وقت کے
کامل ترین عالم یا عمل
والی فسر جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
شاہ شہید رحمۃ اللہ
علیہ سے ہیں لکن اسرار
صدر کراچی میں ان کا
مزار ہے

یہ کام وارث باکی غلام
نواز عظیمہ اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کوئی وارثی اپنی جانب
منسوب کر کے نہیں
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرتے اگر کوئی بھی
شخص یہ کہے کہ اس
نے ہی دی لپ بنائی تو
مان لیجیے گا کہ یہ
جھوٹ بول ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے یعنی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے نا کہ
تعریف اور واہ وایں وصول
کرنا

برائے مہربانی سب
وارثوں پر حکم مرشد کی
اتباع لازم ہے جھوٹ
بولنے اور واہ وایں سے ہر
بیز کریں شکریہ



सलाम

अस्सलाम ऐ वारिसे अली मुकाम ।
अस्सलाम ऐ हज़रते खैरुल अनाम ॥
अस्सलाम ऐ नासिरो फरयाद रस ।
अस्सलाम ऐ बेकसों के दाद रस ॥
अस्सलाम ऐ गमज़दों के चारा साज ।
दस्ते गिरें आसियां बन्दा नवाज ॥
दिल में है लाखों तमन्नायें मगर ।
अर्ज मैं क्या-क्या करूं अल्मुख्तसर ॥
पंजतन का वास्ता ऐ हक नुमा ।
इक नज़र वह चाँदसा मुखड़ा दिखा ॥
दस्त गीरी कीजिये बहरे खुदा ।
वास्ता हसनैन आली जाह का ॥
ऐ सखी, इब्ने सखी, इब्ने सखी ।
लाज़ तेरे हाथ है मुहताज की ॥
बेकसो मुहताज हूँ ऐ जी असास ।
तोशये उकबा नहीं मुफलिस के पास ॥
जब दमें वापसी हो ऐ जाने जहाँ ।
नाम नामी हो तेरा विरदे जुबाँ ॥
मुँह न देखूँ दीनो दुनिया का मगर ।
हो रूखो ज़ेबा तेरा पेशे नज़र ॥
नज़आ में तुमको नभूलूँ वारिसा ।
याद हो दिल में तेरी ऐ महलका ॥
है तमन्ना ऐ शहे वाली गुहर ।
हो दमें आखिर तेरे कदमों पे सर ॥
हो करम अब शाकिरे नाकाम पर ।
खातमा हो आपही के नाम पर ।
ये खड़ा है आपका अदना गुलाम ।
कीजिये मकबूल बन्दे का सलाम ॥

हज़रत शाकिर शाह रहमतउल्ला

وارث پاک

حد پیئے تو اولیاء بے حد پیئے تو پیر

حد بے حد دونوں پیئے تو اسکا نام فقیر

اسکا مطلب ہے کہ فقیر بہت کم ہوتے ہیں اولیاء اور پیر بہت ہوتے ہیں وارث پاک صحیح معنی میں سچے فقیر تھے۔ محترم وارث پاک کے علاوہ یہ بات میں نے کسی دوسرے فقیر کے بارے میں نہ سنا ہے اور نہ پڑھا ہے۔

یہ کتاب محترم وارث پاک کے قدموں میں اب تک کی ادبی کاوش کا محاصل ہے۔ بچپن سے میرا محترم وارث کی مزار پر آنا جاتا رہا ہے۔ حضور وارث پاک کی خدمت میں آنے کے بعد سے اکثر یہ سوال اٹھتا رہتا ہے حضور کی خدمت میں کچھ اچھا و ستادب حاصل ہو۔ ایک دن وہ وقت بھی آگیا۔ دن میں مجھے خواب آیا اور میں دیو امزار پر پہنچ گیا۔ وہاں میرا دوست گڈو وارثی مل گیا۔ اس سے میں نے ذکر کیا۔ ایسے بھی کہا کہ خیال بہت اچھا ہے۔ فوراً اس نے اپنے بھائی عقیل وارثی کے ساتھ مجھے محترم حاجی صاحب کے عزیز دوست 'او گھڈ شاہ' کی مزار پر پہنچا دیا۔ مجھے وہاں پر محترم وارث پاک کی چھڑی، بچھونا اور انکے اصلی فوٹو گراف دیکھنے کا موقع ملا۔ اس وقت میری جیب میں ایک بھی پیسہ نہیں تھا کہ میں محترم وارث پاک پر لکھی کتاب 'جیونی داتا وارث' خرید سکوں۔ رات میں پھر 'او گھڈ شاہ' کی مزار پر پہنچا اور رات میں ہی کتاب خرید سکا۔

میں تو محض وارث پاک کی مزار پر جانے والا متقد ہوں۔ محترم وارث پاک کی حوصلہ افزائی سے یہ اعظیم کام کر سکا۔ اس مجموعہ میں اگر کوئی بھی وچوک ہو گئی ہو تو آپ سبھی متقدین سے معافی کی درخواست ہے۔

منیش ملہوترا

۲۰۲۲ کڑہ، بارہ بنکی

فہرست

- (۱) وارث پاک ۳
- (۲) یا وارث ”پاک نام“ ۳
- (۳) پیدائش و خاندان ۳
- (۴) خاندان کی اہمیت ۴
- (۵) بچپن ۵
- (۶) والدین کی رحلت ۵
- (۷) تعلیم و تربیت ۵
- (۸) بچپن کے کچھ حالات ۴
- (۹) حضرت وارث کے متعلق پیشین گوئیاں ۷
- (۱۰) سجادہ نشینی ۷
- (۱۱) کھانے پینے کا طریقہ ۸
- (۱۲) پوشاک ۸
- (۱۳) دنیا کی سیاحت ۹
- (۱۴) وصال ۱۴
- (۱۵) عشق سے متعلق اقوال ۱۳
- (۱۶) یقین ۱۳
- (۱۷) مختلف اقوال ۱۴

یاوارث پاک نام

آپ کا پورا نام 'وراث علی شاہ' ہے۔ آپ پیدائشی اولیاء اللہ تھے۔ اس طرح آپ زندگی خدا کی عبادت سے شروع ہو کر خدا کی عبادت پر ہی ختم ہوئی۔ آپ کا وراث نام ہی آپ کی خصوصیات کے ساتھ سب کو پیارا ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ شروع سے ہی آپ نے "موتو من قبل ان تموتو" یعنی مرنے سے پہلے مر جانے کا اونچا مقام آپ کو حاصل تھا اپنے مریدوں کو بھی آپ یہ تقلید کرتے رہے۔ یعنی سرکار وراث کو مقام بقاء حاصل تھا۔ یہ لفظ وراث کے لئے بہتر ہے۔ جس نے آپ کے نیاز حاصل کئے فوراً بول اٹھا۔

اس طرح بھیس میں عاشق کے چھا ہے معشوق
جس طرح آنکھ کی پتلی میں نظر آتی ہے

آپ کا مشہور نام حاجی حافظ سید وراث علی شاہ ہے۔ خاندانی نصب کو اگر دیکھا جائے تو آپ کا مقام اعلیٰ ہے۔ آپ محمدؐ کے خاندان کے چشم چراغ ہیں۔ آپ محمدؐ سے وراثتاً علم باطن اور بزرگی ملی تھی۔ ساتھ ہی آپ علی مرتضیٰ کی اولاد ہیں اس لئے ان سے بھی علم باطن آپ کو حاصل تھا۔

پیدائش و خاندان

آپ کی جائ پیدائش کا فخر قصبہ دیو اشریف جو ضلع بارہ بنکی اتر پردیش کے ایک تاریخی قصبہ کو حاصل ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۳۲ھ سنہ عیسوی کے مطابق ۱۹۱۸ء ہے۔ آپ امام حسن کی چھ بیویں پشت میں پیدا ہوئے۔ آپ کا حسب مندرجہ ذیل ہے۔

سید وراث علی شاہ ولد قربان علی شاہ ولد سلامت علی شاہ ولد قمر اللہ والدین العابدین والد سید عمر شاہ ولد عبد الواحد والد سید عبد الواحد والد سید علا الدین ولد عزیز الدین ولد سید اشرف

ابی طالب ولد سید محمد محروک ولد عبد القاسم ولد سید علی عسکری ولد سید ابو محمد والد سید محمد
 جعفر ولد سید محمد مہدی ولد سید علی رضا ولد سید قاسم حمزہ ولد سید موسیٰ کاظم ولد سید امام
 جعفر ولد امام باقر ولد امام دین العابدین ولد امام حسینؑ ولد حضرت علی شیر خدا شوہر حضرت
 سیدہ فاطمہ دختر حضرت محمد مصطفیٰؐ۔

خاندان کی اہمیت

سید خاندان کی خاص عزت: یہ بھی ہے کہ حضور کے عظیم اجداد نے کبھی دوسرے خاندان
 میں بیاہ شادیاں نہیں کیں۔ اور نیشاپوری سید خاندان کی عزت و آبرو کو محفوظ رکھا ہے۔
 آپ کے پردادا سید قمر اللہ صاحب کے تین لڑکے سید بشارت علی، سید سلامت علی اور سید
 شیر علی صاحبان تھے۔ آپ کے والد سید قربان علی صاحب کا بیاہ انکے چچا شیر علی کی دختر سے ہوا
 تھا۔ اس طرح آپ دونوں طرف سے حسینی ہونے کا خاص شرف حاصل ہے۔

اودھ کے عزت دار و شرف لوگوں میں آپ کے خاندان کو مخصوص درجہ اور شرف حاصل
 ہے۔ آپ کے اجداد ظاہری علم کے ساتھ ساتھ باطنی علم میں محارت رکھنے کی وجہ سے
 مخصوص عزت درجہ کے رہے ہیں۔ آپ کے خاندان کے اجداد میں مخدوم علاء الدین اعلیٰ
 بزرگ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ تھے۔ اور تعلیم میں عبدالبرکات و شیخ یحییٰ کے شاگرد
 تھے۔ آپ کے اجداد ہر زمانہ میں نیک پاکدامن معزز رہے ہیں۔ اچھے درویش و فقیر ہمیشہ آپ کے
 خاندان میں ہوتے رہے ہیں اور عوام ان فقیروں سے فیضیاب ہوتی رہی ہے۔

ہندوستان سب سے پہلے آپ کے جد امجد نے رسول پور کنتور میں رہائش اختیار کی یہیں سے
 ایک بزرگ عبدالاحد صاحب نے دیوا کی سر زمین کو پاک کیا۔ یہاں دیوائیں آپ کی پانچ پشتیں
 بنتی اور سرکار وراثت پاک پیدا ہو کر اپنے قدم سے اس زمین کو پاک و عزت بخشی۔ آج دنیا میں
 یہ قصبہ دیوا شریف کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہزاروں لوگ دیدار و زیارت کے لئے دنیا کے
 کونے کونے سے یہاں آتے ہیں۔

بچپن

حضور وارث پاک کی پیدائش رمضان کے مہینہ میں ہوئی تھی۔ آپ نے دن میں کبھی دودھ نہیں پیا۔ یہ قصبہ ہر طرف مشہور ہو گیا اور گھروں میں عورتوں کو متعجب کر دیا تھا۔ دیکھا گیا کہ آپ نے دن میں روزہ رکھا اور رات میں دودھ لیا۔ یہاں تک کہ آپ نے محرم کی دسویں تاریخ کو کبھی دودھ نہیں پیا۔ ان سب کے باوجود آپ اپنے ہم عمر بچوں میں سب سے زیادہ تندرست تھے۔ جسمانی باڑہ تیز تھی۔ دوسرے بچوں سے زیادہ موٹے تازے دکھتے تھے۔ آپ کا سر مبارک ہمیشہ دوسرے بچوں سے اونچا دکھائی پڑتا تھا۔ آپ کی عزت آپ کی ماں بھی بہت کرتی تھیں۔ بغیر دودھ کبھی نہیں پلاتی تھیں۔ یہاں تک کہ آپ کی طرف کبھی پیٹھ کر کے نہ کھڑی ہوتی تھیں نہ بیٹھتی تھیں۔

والد کی رحلت

ممتد زرائے کے مطابق آپ کی عمر تین سال بھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ آپ کے والد محترم قربان علی صاحب کا انتقال ہو گیا اور کچھ دنوں بعد آپ کی والدہ بھی رحمت فرما گئیں۔

تعلیم و تربیت

حضور وارث پاک جب پانچ سال کی عمر کو پہنچے تو رسم و رواج کے مطابق بسم اللہ کے بعد مکتب میں بٹھائے گئے۔ آپ کی تیز دماغی وہانت کو دیکھتے ہوئے استاد متعجب تھے۔ آپ کی وہانت اللہ کے دین تھی۔ بڑے سے بڑا عالم و پنڈت جو بھی آپ کے سامنے آیا آپ کی سوجھ بوجھ اور یادداشت کی قوت کو تسلیم کیا اور آپ کی ذہانت کے آگے سر تسلیم خم کیا۔ زیادہ تر دیکھا گیا کہ آپ سبق لینے کے بعد جنگل کی طرف روانہ ہوتے اور پورے وقت تنہائی میں

گذر جاتا۔ جب آپکی عمر دس سال کی قریب ہوئی تب آپکے آزاد دل و دماغ نے اسکو بھی تسلیم نہیں کیا اور تم رشتوں کو توڑ کر آپ یا اللہ میں مشغول ہو گئے۔

بچپن کے کچھ حالات

بچپن میں ہی آپکی جب تب کی باتیں لوگوں کی زبان پر آ گئی تھیں۔ آپ عبدالمعین شاہ کی مزار پر تشریف لے جاتے اور رات بھر عبادت میں لگے رہتے۔ اگر کسی کے لئے کچھ کہہ دیتے تو وہی ہوتا۔ اس طرح سبھی لوگ آپکی عظمت کے قائل تھے اور سبھی لوگ آپکی عزت کرتے تھے۔ آپ کھیل کود سے نفرت کرتے تھے۔ آپ کا کھیل تھا گر سے روپیہ پیسہ لیکر بچوں میں تقسیم کرنا۔ کبھی کبھی تو کئی ہلوائی سے ایک روپیہ کا ایک بڑا سا بتاشہ بنوا کر توڑ توڑ کر بچوں میں تقسیم کرنا۔ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ میری دادی کے پاس اشرفیاں بہت تھیں، ہم ان میں سے نکال لاتے اور ایک ایک اشرفی دیکر کوئی ایک بڑا بتاشہ بنوا کر بچوں میں بانٹ دیتے تھے۔ دیکھنے میں یہ معمولی بات تھی لیکن بہت سے غیر معمولی خوبیوں سے بھری تھی۔ اول یہ کہ حضور پر دے کے پیچھے سے ایک غریب حلوائی کی مدد کرتے تھے۔ بچوں پر بے لوث مہربانی ہو رہمردی کی غیر معمولی مثال تھی۔ بچپن سے ہی آپ کی دہن دولت مال و اسباب و جائداد سے کوئی رغبت نہیں تھی بلکہ نفرت تھی۔ آپ معصومیت سے کہتے کہ انصاف کی شرط ہے کہ سونے چاندی کے برابر مٹھائی خریدی جائے۔ خاص حالات میں کہتے تھے کہ سونا چاندی فقیروں کو نہیں چاہئے۔ اس کی سچائی اسی سے ظاہر ہے کہ دادی کے وصال کے بعد چالیس دن کے اندر ہی ساری دولت اور جائداد جو کچھ بھی تھا سب دکھیوں و غریبوں کو خیرات کر دیا۔



حضرت وارث پاک کے متعلق پیشین گوئیاں

لکھنؤ میں ایک فقیر تھے جن کا نام اکبر شاہ تھا انکی عظمت سے لوگ متاثر تھے۔ ہمیشہ لوگ انکے حلقہ میں حاضر رہتے تھے۔ لوگ انکو اپنے وقت کا 'قطب' کہتے تھے۔ ایک دن حضرت خادم علی اکبر شاہ سے ملنے گئے۔ شاہ صاحب نے آپکو دیکھتے ہی بخوشی اپنی گود میں بٹھالیا اور پیشین گوئی کی 'صاحبزادے اپنے وقت کے ثانی ہونگے'۔

سجادہ نشینی

حضرت خادم علی شاہ کے زیر تعلیم میں بھی تھوڑا وقت ہی گذرا تھا کہ اچانک حضرت خادم علی شاہ کی طبیعت ناساز ہوئی اور ضعیفی کی وجہ سے مرض بڑھتا گیا۔ ایک روز اپنے موجود شاگردوں کو سکون و تحمل کی تلقین کرنے کے بعد بلند آواز میں کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے اس دار فانی کو الوداع کہا اور انتقال فرما گئے۔ وصال کی تاریخ ۱۳ یا ۱۴ صفر بتائی جاتی ہے۔ تدفین کے بعد تیسرے دن فاتحہ خوانی کی رسم ادا کی گئی اس موقع پر چھوٹے بڑے اور عزت دار لوگ اکٹھا تھے۔ اس محفل میں جانشینی کی بات چلی۔ 'مولوی بنا جان' جو آپکے لنگر خانہ کہ مہتمم تھے ایک خوبصورت کشتی میں بگڑی رکھ کر سبھی موجود لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کہا جسکو اہل سمجھا جائے۔ یہ دستار سو نپ دی جائے۔ چونکہ مناجان صاحب کو اس منصب کی چاہ تھی اس کے لئے اختلاف پیدا ہو گیا کہ یہ دستار کس کو عطاء کی جائے کون اس کا اہل ہے؟ اسی درمیان حضرت سعادت علی جو حضرت غوث گوالیری کے پوتے ہیں اٹھے اور وارث پاک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا میرے خیال میں ایسے بہتر کوئی نہیں ہے۔ فوراً لوگوں نے تائید کی اور وہ بگڑی سرکار وارث کو عطاء کی گئی۔



کھانے پینے کا طریقہ

حضور وارث پاک کی خوراک کی مقدار دکھانے کا ایک تولہ صبح اور ایک تولہ شام کی تھی۔ عمر کے آخری ایام میں صرف ایک تولہ کھانا چوبیس گھنٹے میں لیتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اپنی روحانی زندگی تھی کھانا پینا تو برائے نام تھا۔ آپ نے برف کا پانی بھی استحصال نہیں کیا۔ اپنے کبھی مچھلی نہ کھائی نہ اس کی کوئی وجہ بتائی۔ جس گھر میں آپکا کھانا تیار ہوتا اس میں مچھلی نہیں پکتی تھی۔ اگر کبھی بھول کر ایسا ہوتا تو چھپر میں آگ لگ جاتی۔ امیر ہو یا غریب آپ جسکی دعوت قبول کرتے۔

ہاں ایسے لوگوں کی دعوت قبول نہیں ہوتی تھی جنکی کمائی حق حلال اور جائز طریقہ کی نہیں ہوتی تھی۔ ایسے لوگوں نے کبھی آپکو مدعو کرنے کی جرعت بھی نہیں کی کیونکہ یہ بات مشہور تھی۔ طعام کے وقت آپ سر کر تہمد کے کونے سے ڈھانک لیا کرتے تھے اور اکٹروں بیٹھتے تھے۔ کھانے کے بعد استنجاء کے لئے جانا معمول تھا۔ کھانے کے بعد دن میں قلولہ اور رات میں چہل قدمی ضرور فرماتے۔ خلل کرنا بھی معمول تھا۔

پوشاک

بچپن میں آپ بندو والی اچکن۔ غرارہ دار پانجامہ، دوپلی کامدار ٹوپی اور سلیم شاہی جوتا پہنتے تھے۔ آپ جسم پر احرام اختیار کرنے کے بعد اتارے ہوئے احرام کو ہمیشہ کے لئے تیاگ دیتے تھے۔ اتارے ہوئے احرام کا آدھا حصہ لانے والے کو اور آدھا دوسرے حقدار کو تقسیم ہو جاتا تھا۔ جسکو حاصل کرنے والے کو مقصود خوشی کا احساس ہوتا تھا وار ایک ایک دھاگا متبرک سوغات کی طرح بٹ جاتا تھا۔

یہ لباس جتنا معزز و محترم تھا اتنا ہی پاکی میں اول تھا۔ اسی طرح وارث پاک کی نظروں میں

اہمیت کا حامل تھا۔ جن محترم لوگوں کو آپ اجرام دیتے انہیں زاہری و باطنی ادب کی تعلیم و تعلیم بھی دیتے جو خود میں مجاہدہ تھا جسکے آپ خود پابند تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنی خودی مٹانے کی طرف اشارہ ہے۔ آپکے فقیر اسی اجرام میں دفن کئے جاتے۔ حضور وراثت پاک نے لال۔ کالا و سفید رنگ کا کبھی استعمال نہیں کیا۔ دو شالہ ریشم کا تہد کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ آپکا اوڑھنے۔ پہننے۔ کھانے پینے کا جو طریقہ تھا وہ معمول بن گیا تھا اور اس میں زندگی بھر کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

دنیا کی سیاحت

حضور پاک نے پندرہ سال کی عمر میں حج کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے کم عمری کا خیال کر حضور کو راستے کی صوبتوں اور سفر کی مشکلات کی یاد دلائی لیکن آپکے مصمم ارادہ، اونچے خیالات پر کوئی اثر نہیں پڑا کیونکہ آپکا اللہ پر بھروسہ اور مکمل اعتماد تھا۔ سب سے اول آپ حضرت خادم علی شاہ کی مزار پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھا اور حاضرین سے مل کر اطمینان دلاتے ہوئے سفر کا آغاز کیا۔ راستہ میں رکتے رکتے آپ اجمیر پہونچے۔ یہ وقت چونکہ خواجہ غریب نواز کے عرس کا تھا آپ نے مزار شریف پر پہونچ کر طواف کیا اور قوالی کی محفل میں شریک ہوئے۔ جب لوگ اپنی اصلی حالت پر آگئے تو سب نے اٹھ کر آپ کو گھیر لیا اور قدم بوسی کی۔ بہت سے لوگ آپے مرید ہوئے اور پورے اجمیر میں ہر زبان پر آپکا ہی ذکر تھا۔

اجمیر سے آپ ناگور پہونچے وہاں مولوی حسین صاحب کے مکان پر مہمان رہے۔ حسین بخش صاحب نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپنے حسین صاحب کو بیعت لینے کی اجازت بھی دی۔ پھر آپ شہر پیران گئیں۔ احمد آباد اور بھکر ہوتے ہوئے بمبئی پہونچے۔ لگ بھگ دو ہفتہ یہاں مقیم رہے۔ وہاں مشہور تاجر سیٹھ یعقوب علی خاں اور یوسف ذکریا وغیرہ نے ایک گروہ کے ساتھ آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور مرید ہوئے۔ اسکے بعد آپ جہاز میں سوار ہو کر نچلے درجہ میں سفر شروع کیا اس وقت آپکی حالت یہ تھی کہ آپ تیسرے دن کھانا تناول کرتے وہ

بھی بہت تھوڑا۔ آپ تو کل علی اللہ تھے اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان نہیں رکھتے تھے۔ بغیر کھائے پئے سات دن گزر گئے اچانک چلتا ہوا جہاز رک گیا۔ جہاز میں ایک دین دار تاجر محمد ذیاء الدین صاحب کو خواب میں رسول خدا کا دیدار نصیب ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ خود کھاتے ہو پڑوسی کا خیال نہیں رکھتے۔ وہ تاجر بہت رحم دل تھے سو نچا کہ مطلوبہ شخص کو کہاں تلاش کریں انہوں نے پورے جہاز کے مسافروں کی دعوت کر دی۔ انواء اقسام کا کھانا تیار کرو لیا جب سب لوگ کھا چکے تو تاجر مذکور نے جہاز کے ہر درجہ میں تلاش شروع کیا۔ جہاز کے نچلے درجہ کے ایک کونے میں پہونچ کر آپ کو بیٹھاپایا۔ دوڑ کر قدموں میں گر پڑے اور وہیں کھانا منگا کر حاضر کیا۔ آپ نے دو چار لقمہ لیا جب تاجر ذیاء الدین صاحب اپنی جگہ واپس آئے جہاز خود بخود چلنے لگا۔ اس روز کے بعد سے جب تک آپ جہاز میں رہے۔ سب سے پہلے کھانا ان کے سامنے حاضر کیا جاتا۔ حضور وارث پاک اس زمانہ میں ہر تیسرے روز کھانا تناول فرماتے۔ آپ کے سفر کے حالات مکمل طور پر بالکل معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ کی سوانح حیات تحریر کرنے والے نے بھی دو چار باتوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں تحریر کیا کیونکہ سرکار وارث پاک کی زندگی کا بہتر حصہ سفر میں گذرا۔ لیکن جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ یا تو آنکھوں دیکھی ہے یا باوثوق بزرگوں کی بتائی ہوئی ہے۔ کبھی بھی سرکار نے اپنے چاہنے والوں کو سفر کے حالات نہیں بتائے۔ اگر کبھی فی الوقت کچھ بتلایا بھی تو بہت مختصر الفاظ میں۔ مولوی رونق علی صاحب وارثی میں ایک مقام حاصل تھا لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی ڈائری میں دیکھا اور دوسرے معتبر بزرگوں سے سنا کہ سرکار وارث پاک نے سترہ حج کئے ہیں اور مسلسل بارہ سال کے سفر میں عرب، ایران، حجاز، عراق، مصر اور شام ملکوں میں گئے۔ اس دوران دس بارہ حج کیا۔ وہاں سے واپسی کے بعد سات بار ہندوستان سے حج کرنے تشریف لے گئے اس میں تین بار زمینی راستہ سے کابل ہو کر دوبار انجن سے چلنے والے اور دوبار پال والے جہازوں سے سفر کیا گیا۔ یہ سفر مختلف جگہوں کبھی اجمیر ملتان سے اور ایک بار دیو اشرف سے سفر کا آغاز کیا گیا۔



وصال

دیداری بخالی ویر ہنر سی کنی
بازار خیس و آتش ماتیری کنی

ہماری نظروں سے نچر رہے ہو یا چھپ رہے ہو پھر دیدار بھی کر رہے ہو یعنی اپنی بازار گرم اور ہماری جوانی کی آگ روشن کر رہے ہو۔ مختصر یہ کہ اولیاء اللہ متے ہیں مگر وہ نظریاتی طریقہ سے جسم کو مردہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمارے محترم وارث پاک کو بھی جسد خاکی چھوڑنا پڑا۔ ان دردناک حالات کا بیان کچھ یوں ہے کہ چودہ محرم ۱۳۲۴ ہجری بہ مطابق ۱۹۰۳ء کو آپ کو معمولی زکام ہوا رفتہ رفتہ ۲۰ محرم تک آپ کی طبیعت بہت خراب ہو گئی۔ بخار کی تپش بڑھتی گئی۔ عوام پریشا ہو گئے وید و حکیم بلائے گئے مگر سرکار کے ہونٹوں پر کوئی شکایت نہیں سنی گئی۔ نہ آپ کی حالت سے بیماری و تکلیف کی علامت کا اظہار ہوا۔ اس وقت بھی فیض نام جاری تھا۔ لوگ اپنی مرادیں لیکر جا رہے تھے۔

سرکار وارث کی طبیعت کو دیکھتے ہوئے اس وقت کی جانے مانے حکیم عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ کو بلایا گیا۔ ان کے مطابق میں نے اپنی لمبی عمر میں کسی کی بھی نبض کو اتنا مضبوط نہیں پایا۔ ان بزرگوں کی دلی کیفیت کا اندازہ معمولی وید و حکیم نہیں لگا سکتے مضبوطی کا مظہر تھے۔ یہ کہاں میں مشاہدہ کر سکتا تھا۔ حکیم محمد احمد ساکن کرسی ضلع بارابنکی بیان کرتے ہیں کہ حکیم عبدالعزیز لکھنؤی نے انہیں بتایا کہ وصال کے وقت بھی سرکار کی نبض کی رفتار مستحکم تھی اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ہم نے اپنی زندگی میں اتنی مضبوط نبض نہیں دیکھی۔

میں نے جب سرکار کی قدم بوسی کی اس وقت انکو بخار لگ بھگ '۹۹' ڈگری تھا۔ کمزوری بہت زیادہ تھی۔ اس کے باوجود سرکار کے زبان پر کوئی صرف شکایت یا جسم پر کسی رعب کی علامت نہیں تھی۔ آپ کی خدمت میں سلطان محموداوی وغیرہ امیر و غریب سب ہی موجود

تھے۔ امیروں نے دل کھول کر پیسہ خرچ کیا۔ خیر خیرات دل کھول کر کی گئی۔ خیرات زکات میں کوئی کمی نہیں ہوتی تھی۔ بخار تیز تھا۔ پیشاب بند تھا مگر کسی طرح کی تکلیف یا صرف شکایت زبان پر نہیں تھا۔ اٹھنے بیٹھنے میں کوئی فرق نہیں تھا۔ فہمی کروٹ اور سیدہ عالیہ کر آرام کرنا معمول تھا۔

اس بیماری کی حالت میں ایک روز انہوں نے اپنے وارثی شاگروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا 'یہ دنیا ایک خواب ہے۔ ایک نہ ایک روز سبھی کو نظروں سے ضرور اوجھل ہونا پڑتا ہے۔ جس جگہ و مقام پر میں سو جاؤں وہیں مجھے دفن کر دینا۔ عاشق جس کپڑوں میں ہوتا ہے اسی میں دفن کر دینا ضروری ہوتا ہے'۔ سید معروف شاہ کہتے ہیں کہ ایک بار بیماری سے قبل بھی سرکار نے یہی کہا تھا۔ یہ آپ کے وصال کے قبل آخری الفاظ تھے جس سے عقیدت مندوں میں مایوسی چھا گئی۔ سبھی لوگ بھیگی پلکوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ محترم پاس تو کوئی کاشعر ہے

قیامت تھا یہ کہہ کر انکا پہلو سے نکل جانا

خدا حافظ ہے اب میرے تصور سے بہل جانا

حضرت فرسخت شاہ کا قول ہے کہ ۳۰ محرم ۱۳۲۳ھ سن عیسوی ۱۹۰۳ء کے دن سرکار وارث پاک نے انگشت شہادت بلند کر کہا۔ "اللہ ایک ہے" پھر کچھ رات گئے حکیم محمد یعقوب سے وقت پوچھا۔ حکیم صاحب نے کہا دس بجے ہیں۔ آپ نے کہا کہ ہم چار بجے اپنے عزیز دوست کے پاس جاؤنگا۔

حاجی فیض شاہ صاحب پانی میں شہد ملا کر بار بار دیتے تھے۔ اس وقت آپ کا ذکر الہی چل رہا تھا۔ بلفم کی خشکی کی وجہ سے تنفص تیز تھا۔ اسی حالت میں صبح ۴ بج کر ۱۳ منٹ پر صبح صادق کے وقت رحلت فرمائی۔ یکم صفر ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۳ء کو آپ نے جسد خاکی کو الوداع کہہ کر دار فانی سے کوچ کیا اور ہماری مادی نظروں سے پردہ فرمایا۔ وہ دن جمعہ کا متبرک دن تھا جب آپ نے دار فانی سے کوچ کیا اور بارگاہ ایزدی سے جا ملے۔

عشق سے متعلق اقوال

- (۱) عشق خدا کی دین ہے جو کوشش اور محنت سے نہیں ملتا۔
 - (۲) محبت میں ادب و بے ادبی کا فرق نہیں۔
 - (۳) محبت وہ چیز ہے جسکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔
 - (۴) محبت ہے تو ہم ہزار کوس پر بھی تمہارے ساتھ ہیں۔
 - (۵) فقیر کم مشلخ زیادہ ہوتے ہیں چونکہ عشق کی منزل سخت دشوار گزار ہے اس لئے چاہنے والے اس راستے کو کم پسند کرتے ہیں۔
 - (۶) محبت ہے تو سب کچھ ہے محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔
 - (۷) جو کچھ ہے لگاؤ ہے باقی جھگڑا دکھاوے کی چیز ہے۔ اگر لگاؤ نہیں تو خاک نہیں
- دنیا داری - دنیا داری ہے۔

تصدیق

- (۱) تصدیق ہزاروں میں سے ایک کو ہوتی ہے۔ ہر ایک کا حصہ نہیں۔ پھر اسکی بھی کئی صورتیں ہیں زبانی مجھے خرچ سے کام نہیں چلتا۔
- (۲) جسکو یہاں تصدیق نہیں وہ کعبہ جا کر کیا کرے گا؟ وہاں جا کر سوائے پتھر کے کیا دیکھے گا خدا تو ہر جگہ ہے کعبہ تو صرف سمت ہے۔
- (۳) صحبت سے کچھ حاصل نہیں جب تک من اسکی تصدیق نہ کرے۔
- (۴) کتابیں پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں۔ تصدیق اور چیز ہے۔

یقین

یقین سے متعلق وارث پاک کچھ قول مندرہ ذیل ہیں:-

- (۱) یقین اعتماد کی روح ہے۔ جس میں یقین کی کمی ہے اس میں صداقت کی بھی کمی ہے۔
 (۲) جنگی نظر دوست پر ہے اس کا کوئی دشمن نہیں۔
 (۳) خدا پر بھروسہ کرو وہ خود تمہارا حامی ہے۔ اگر کوئی اپنی تدبیر کرتا ہے تو وہ الگ کھڑا ہو کر تماشہ دیکھتا ہے اور پھر کچھ نہیں ہوتا۔
 (۴) ہزار کوس سے شوہر اپنی بیوی کی فکر رکھتا ہے اور جو تمہارے اندر ہے وہ نہیں فکر کرے گا۔

- (۵) جسکے دل میں ہو کہ دیکھئے یہ کام ہو کہ نہ ہو۔ وہ کام نہیں ہوتا کیونکہ بے یقینی میں مبتلا ہے بلکہ ایسا ہونا چاہئے تو ہی کام ہو گا۔
 یقین و اعتماد کتنی اعظیم تعلیم ہے۔ خدا سے کسی حالت میں ناامید نہیں ہونا چاہئے۔

مختلف اقوال

- (۱) اپنی وضع پر قائم رہو (اپنے طرز زندگی پر ہمیشہ قائم رہو)
 (۲) اگر سات دن کا فاقہ ہو تو بھی زبان پر شکایت نہ لاؤ بلکہ اللہ سے بھی شکوہ نہ کرو کیا وہ نہیں جانتا جو اپنے پاس ہے۔
 (۳) جب فاقہ ہو تو برداشت کرو۔
 (۴) بات جو جب ہے کہ سانس خالی نہ جائے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ کس سے سانس خالی نہ جائے تو وارث پاک نے کہا خدا سے
 (۵) بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ کبھی نہ پھیلے۔ صابر ہو کر رہے خدا کی عطا کردہ حالت اور مرضی پر قائم رہے۔ گنڈا۔ تعویذ، دعا، بددعا وغیرہ کا استعمال بالکل نہ کرے یہی فقیری ہے۔
 (۶) حاجی اوگھٹ شاہ نے حضور سے کہا ”سید کی پہچان لوگ یہ بتاتے ہیں کہ اگر انکے ہاتھ پر آگ رکھ دی تو ہاتھ نہ جلے“ آپ جواب دیا۔ یہ سچ ہے لیکن جو امتحان لے گا وہ کافر ہو گا۔

(۷) جس نے دنیا میں خدا کی وجود کو محسوس نہ کیا وہ قیامت کے بعد بھی خدا کے وجود کا احساس نہ کر سکے گا۔

(۸) اس کائنات کا نام دنیا نہیں ہے بلکہ بھول کا نام دنیا ہے۔

(۹) اسلام اور چیز ہے ایمان اور چیز ہے۔

(۱۰) فقیر وہ ہے جو کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرے۔

(۱۱) ایک صورت کو پکڑ لے وہی مرتے وقت، وہی قبر میں اور وہی حشر میں کام آئے گی۔

(۱۲) بڑی فقیری یہ ہے کہ دس آدمیوں کو روٹی دیکر کھائے یہ بات سرکار نے نادر حسین واریٹی نگرانی سے فرمایا۔

(۱۳) پیر بہت ہیں مرید بہت مشکل سے ملتا ہے۔

(۱۴) مرید ہونا چاہئے۔ مرید یعنی چیلہ ہو گا تو پیر کی چھاتی پر سوار ہو کر حاصل کر سکتا ہے۔

(۱۵) فقیروں میں تصنع (بناوٹ) نہیں ہے۔ اور دنیا دار تصنع پسند ہوتا ہے۔

(۱۶) جس کا جو مقدر ہوتا ہے اسکو ضرور دیا جاتا ہے۔ زندگی میں یا مرتے وقت نہیں تو اسکی

قبر میں ٹھوس دیا جاتا ہے۔

(۱۷) اجودھیا والے رام جی اولیاء تھے۔ کرشن جی پریمی تھے اور بابا نانک صاحب آپ کے

ادوتیادادی تھے۔

(۱۸) جو نشیب و فراز میں یعنی اتار چڑھاؤ میں لگا رہے گا اس کو خدا کا دیدار نصیب نہیں ہو گا جو

اتار چڑھاؤ سے نکل جائے گا اسکی بخشش دنیا میں ہی نصیب ہو گی۔



फरोग शहजहांपुरी द्वारा

अवलाद है या खास शहे मश्रकैत की।

छब्बीसवीं है पुश्त जनाबे हुसैन की॥

पुतली यही है फातमा के नूरे ऐन की।

मोहरे नगीं हैं फातहे बदरों हुनैन की॥

यह जौहरो खुलासा है दोनों जहान की।

बन्दा नजर पड़ा है खुदाई की शान की॥

है तूही वारिसे अली व वारिसे नबी।

दिल है तेरा खजीनएं इसरार मानवी॥

तेरे बदन पै ठीक कबा फक्र की हुई।

आदत की इब्तदा ही से तर्के लबास की॥

दस्तार व पाएजामा न जेबे बदन किया।

एहराम को पसन्द पये सतरे तन किया॥

लड़का यही है शाहे शहीदों का बा खलफ।

पुर नूर सिल्के शाहे नजफ का दुरे नजफ॥

दुर्जे रसूल का है यही गौहरे सदफ।

अल्लाह ने दिया है हर एक बात का शरफ॥

सैय्यद भी हैं फकीर भी हैं और वली भी हैं।

हर तरह जानशीने नबी व अली भी हैं।

कौम ऐसी लाज्वाब कि दुनिया में आफताब।

दुनिया में आफताब तो उकबा में माहताब॥

उकबा में माहताबा तो कौसर पे जोशेआब।

कौसर पे जोशे आब से फिर सा कीये शराब॥

साकी शराबे कौसर तसनीम का है यह।

वारिस अली अहमदे बे मीम का है यह॥



पुस्तक मिलने का पता

अनन्या प्रकाशन

सी0 557 ईश्वरदीन भवन निकट बेलहरा हाउस देवा रोड, बाराबंकी, फोन: 23700